© rasailojaraid.com

حیاتِ عرفی شیرازی کا ایک تنقیدی مطالعہ

از جناب ڈاکٹر محمد ولی الحق صاحب انصاری بی، اے آنرز، ایم، اے، ایل، ایل، بی
پی، ایچ، ڈی، لیکچرار لکھنؤ یونی ورسٹی

(۲)

۱۴- دیباچہ کلیات عرفی۔ عبدالرحیم خان خاناں کے حکم سے سراجا نقاش اصفہانی نے ۱۰۲۶ھ میں جو عرفی کا کلیات مرتب کیا تھا اس پر عبدالباقی نہاوندی نے دیباچہ لکھا تھا جس کا ذکر اس نے مآثر رحیمی میں عرفی کے حالات کے سلسلہ میں کیا ہے[1] اس دیباچہ میں عرفی کے حالات زندگی مآثر رحیمی سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ عرفی کے حالات زندگی پر سب سے زیادہ روشنی اسی دیباچہ سے پڑتی ہے لیکن مآثر رحیمی کی طرح اس دیباچہ میں بھی چند باتیں (مثلاً عرفی کے ہندوستان آنے کا باعث) ایسی ہیں جو حقیقت سے دور ہیں۔ ان پر بھی آئندہ سطور میں بحث کی جائیگی۔ اس دیباچہ کے حسب ذیل اقتباسات نہایت اہم ہیں

..... "حقیقتِ حال مولانا عرفی شیرازی رقم کردہ آید۔ فرزند خلف خواجہ زین الدین علی بلوی شیرازی است و پدر بزرگوار ایشان گاہے بہ پیشوائی جمہ شیراز و گاہے وزیر داروغہ آں شہر بودہ کہ مولانا عرفی بعضے مقامات علمی را طے نمودہ و کسب حیثیات عالیہ نمودہ خط نسخ را بغایت نیکومی نوشتہ و در موسیقی و ادوار بقدر وسع وقوفے داشتہ و بہ صحبت شعرا میل پیدا می کردہ رو بہ وادی شعر و شاعری نہاد و چوں پدرش وزیر داروغہ بود مناسبت شرعی و عرفی را منظور داشتہ عرفی تخلص کرد و اسم اصلی ایشان خواجہ سیدی محمد است"

---

[1] یہ دیباچہ جس کے معدوم ہونے پر مولانا شبلی نے تاسف ظاہر کیا تھا (ملاحظہ ہو شعر العجم، جلد سوم، صفحہ ۹۰، طبع چہارم) اب دستیاب ہو چکا ہے اور راقم الحروف کے عبدالباقی نہاوندی پر ایک مضمون کے ساتھ حیدرآباد سے شائع ہونے والے رسالہ Islamic Culture کی جولائی ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسلسلہ ایشاں را در ولایت فارس قدرے ومنزلتے بودہ وچوں یک چند در دار الافاضل شیراز با
بسر برد واشعار آبدار از بحر طبع بہ ساحل ظہور رسانید قدم در وادی تازہ گوئی نہاد واستادی دراں
می طلبید. دریں اثنا صیت آوازہ سخن سنجی وزمزمہ نکتہ دانی دحقیقت موزونان ایران وہندوستا
مولانا شکیبی اصفہانی، ونظیری نیشاپوری، ویولقلی بیگ انیسی وشریعت کاشی، وکامی سبزواری وبا
ومیر معیث محوی، وعنی ہمدانی ودیگر مستعدان در بارش سامعہ افروز او گشت وحقیقت تربیت
نکتہ دانان درخدمت ایں سپہ سالار بہ او رسید، قصد بندگی وملازمت نمودومس وجود خود را بہ
ایں خلاصہ دودمان علی شکری زر خالص ساختن پائے ہمت در رکاب سعی واجتہاد در آورد وبہ ہندا
درآمد چند روز قبل ازاں کہ خود را بداں دار العیار رساند بہ خدمت علامہ زماں وافضل فضلائے
نواب غفران پناہ رضواں جائے گاہ جنت آرام گاہ حکیم ابو الفتح گیلانی کہ از مقربان بادشاہ ظل ا
اکبر بادشاہ ہندوستان بود رسانید ودراں زماں خواجہ حسین ثنائی وسید محمد نجفی وحیاتی گیلانی ود
شعراء نامی کہ در خدمت مشارٌ الیہ می بودند دریافت وقدرت خود را بدیشاں ظاہر ساخت وبہ
ومقبول طبع حکیم موصی الیہ و آں سخن سرایاں افتاد وشیخ ابو الفیض فیضی ..... بہ صحبت او میل بہ
طرز وروش تازہ کہ اختراع او بود استماع نمودہ پسندیدہ داشت وسنجیدہ دانست وبقدر رعایتے ا
موصی الیہ یافتہ وبعد ازاں خود را بدربار فیض آثار صاحب دولتے کہ در ہوائے بندگی او بسیار بودند رسانید و
مستعدان آں بزم فیاض وشاگردی آں ذی شاں مشرف شد ..... ودر بندگی ایشاں دیگر ایام
ابیات عاشقانہ عارفانہ میل نمودند وقدر افزائے فضل ورتبہ خود می بودند وقریب بہ شش ہزار بیت از
آبدار ایشاں بہ سببے کہ بہ راقم ظاہر نیست مہجور وابتر شد چنانچہ خود دریں بیت فرمودہ ؎

رصد شرح ہنر چوں نہ شود محو کہ من شش ہزار آیت احکام ہنر باختہ ام

ودر ایام مصاحبت وملازمت ایشاں بدستورے معزز ومکرم بود کہ کورنش وتسلیمے کہ در ہندوستا

لہ عرفی کے ایک خط سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مجموعہ اشعار اس نے اپنے کسی دوست کو عاریتاً دے دیا تھا جس سے ا
ہوگیا تھا۔ یہ خط عرفی کے دوسرے خطوط کے ساتھ جلد ہی شائع کیا جائیگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معمول است که به بادشاهان واکابر و اعیان می کنند به هیچ کس نمی کرد و در مجالس بر همه کس تقدیم می نمود و اہل زمانہ بہ جہت طبیعت عالی و ابیات متعالی تقدم او را قبول داشتند۔ بغایت بلند ہمت و عالی فطرت بود و تا آنکہ بتاریخ نہ صد و نود و نہ ہجری در دار السلطنت لاہور در سن سی و شش سالگی متقاضی اجل بسا و عمرش در نو شکفت و مرغ روحش از شاخسار عالم فانی بہ گلستان جاودانی شتافت و یکے از مستعدان آستان والبشر تاریخ آں غنچہ نگریہ یافتہ واو در ہمہ شہر مدفون شد۔ آخر از نتیجہ ایں بیت کہ در مدح سرائی سرور اولیا فرمودہ ؎

بکاوش مژہ از گور تا بنجف بروم اگر بہ ہند بہ خاکم کنند وگر بہ تتار

میر صابر اصفہانی نعش او را بتاریخ سنہ ثمان و عشرین و الف از لاہور بہ نجف اشرف نقل نمودہ در آں ارض مقدس مدفون ساخت و آرزوے خاک بردہ مولانا را نیک بحث بر آوردہ و در ہنگام وداع ایں دار فنا مسودات اشعار افکار ابکار خود را بہ کتاب خانہ آں عالی شان فرستاد و التماس نمود و بہ یمن ہمت توجہ شاہوار ایں مضمار دانش و مرکز سخن دانی از پریشانی بجمعیت گرائید . . . . و آں مسودات کہ تمامی بخط ید آں دانش پژوہ بود در کتاب خانہ عالی ایشاں کہ مکتب خانۂ اہل عرفاں ست مدتے بود و بعضے موانع وصیت و التماس او را در تعویق

دانش و مرکز سخن دانی از پریشانی بجمعیت گرائید . . . . و آں مسودات کہ تمامی بخط ید آں دانش پژوہ بود در کتاب خانہ عالی ایشاں کہ مکتب خانہ اہل عرفاں ست مدتے بود و بعضے موانع وصیت و التماس او را در تعویق

انداختہ بود تا آنکہ بتاریخ ہزار و بست و چہار ہجری حقوق خدمت و مداحی او ایں مقدمہ را در خاطر خطیر ایں سپہ سالار آوردہ و بہ وصیت آں معیار دانشوری عمل نمودہ بہ آں مسودات کہ ہر مصرع از آں ماہ آسمان فلک معانی و خورشید جہان تاب جہان سخندانی بود حبیب و کنار حلقہ اہلیت و استعداد محمد قاسم خلف خواجہ محمد علی اصفہانی مشہور بہ سراجا کہ از جملہ آدمی زادگان اصفہان است گلزار معانی و گلشن جاودانی ساختند . . . . اگرچہ مولانا مومی الیہ در ایام حیات خود دیوانے از قصیدہ و غزل و رباعی ترتیب دادہ بود و ایں رباعی کہ احاد مصرع تاریخ باعدد قصیدہ و عشرات باعدد غزل و مآت بہ ابیات قطعہ و رباعی موافق است در تاریخ آں دیوان گفتہ ؎

ایں طرفہ نکات سحری اعجازی چوں گشت مکمل بہ رقم پردازی
مجموعہ طراز قدس تاریخش یافت اول دیوان عرفی شیرازی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد از اختیار نمودن سفر آخرت ازیں مسافر عالم قدس بعضے اشعار متفرقہ ایشاں راکہ در سفائن و مجموعہا ثبت بعضے از مستعدان بران افزودند چنانکہ قریب بہشت ہزار بیت بہ نظر درآمد چنانکہ سراجا بہ ایں سعادت گشتہ امتثال امر فرمودہ در عرض یک سال و نیم بعد از مشقت بسیار کلیاتے مشتمل بر چہاردہ ہزار بیت از غزل و رباعی و مثنوی و قطعہ و ترکیب و ترجیع ترتیب داد و الحق دریں کار ید بیضا نمود چراکہ آں مسود در ہنگام مقابلہ و ترتیب گاہے سامعہ افروز راقم می گشت بغایت مشوش و ابتر بود . . . . "

۱۵ - میخانہ :- عبدالنبی فخرالزمانی نے یہ تذکرہ ۱۰۲۲ھ (مطابق ۱۶۱۳ء) میں شروع ۱۰۲۸ھ (مطابق ۱۶۱۹ء) میں ختم کیا اور ابتدائً اس میں اکثر ایسے شعراء کے حالات بیان کئے جنھو ساقی نامے لکھے تھے لیکن بعد میں اس نے نہ صرف شعراء کے حالات میں اضافہ کیا بلکہ ان کے ساقی نا کے انتخاب کو بھی بڑھایا۔ عرفی کے حالات کے سلسلہ میں میخانہ کی اہمیت صرف یہی نہیں ہے کہ اس کا عرفی کے عہد سے بہت ہی قریب گزرا ہے بلکہ اس اہمیت کا باعث یہ ہے کہ عبدالنبی نے عرفی کے حالا اس کے خاندان کے ایک فرد سے معلوم کر کے لکھے۔ ساتھ ہی ساتھ ہندوستان میں بھی عرفی کے حالا کا عبدالنبی کو اچھا موقع ملا کیونکہ یہاں بھی اسے ایسے لوگوں کی صحبت ملی جو نہ صرف عرفی کے ہم عصر تھے بلکہ ذاتی طور سے واقف تھے۔ عبدالنبی نے بھی عرفی کے حالات کافی شرح و بسط کے ساتھ تحریر کئے ہیں لیکن ا بیانات کئی معاملات میں عبدالباقی نہاوندی کے بیانات سے مختلف ہیں اور باوجود اسکے کہ عبدالنبی فخرا بات کا مدعی ہے اسے عرفی کے حالات خود عرفی کے خالو شمس الانام شیرازی سے معلوم ہوئے پھر بھی وہ غلط ہیں اور عرفی کی زندگی کے چند پہلوؤں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ عبدالنبی فخ کے بیان کے حسب ذیل اقتباس قابل غور ہیں :-

" شاہباز بلند پرواز گلشن نکتہ پردازی مولانا عرفی شیرازی افصح الفصحا و املح الشعرائے عصر خود اشعار او ہمہ خوش لفظ و معانی واقع شدہ۔ در شیوہ استعارہ کردن ممتاز و در فن تازہ گوئی بے انباز است بر طرف کہ اصناف منظومات امثال و اقران خود بر طاق نسیاں نہادہ و عروس مضمون را از لباس لفا

سلہ میخانہ (لاہور ایڈیشن) ص ۲۵۱ تا ۲۸۱ ؛ میخانہ (طہران ایڈیشن) از صفحہ ۲۰۵ تا ۲۲۴ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زینت و آرائش دیگر داده دریں جز زبان کسے به روش او به از و حرف نمی تواند زد. . . . . تحقیق پیوسته که آں مطلع دیوان نکته پردازی در ایام حیات خود دیوانے ترتیب نداده اما بعد از فوت او یکے از دوستان یک جہتی او ایں دیوانی که الحال درمیان مردم است مرتب ساخته است و عدد ابیات آں ہمگی از قصیده و غزل و مثنوی وغیره به دوازده ہزار و پانصد بیت است و شش ہزار بیت دیگر از ابیات مرغوب عرفی در آب افتاد . . . . . حقیقت حال آں عندلیب گلستان نکته پردازی از خالوئے او شمس الامام شیرازی استماع نموده دریں اوراق پریشاں تحریر نمود۔ اما چوں ایں ضعیف مآل حال آں طوطی شکر مقال از و استفسار نمود گفت نام پدر عرفی خواجه بلوی شیراز نیست و مولد خودش نیز در آں جا واقع شده و ایں خواجه بلوی در شهر مذکور در دفترخانه ہائے شاہی به شغلے از اشغال حکام آں جا اشتغال داشت و نام پسرش محمد حسین بود و در صغر سن در میان مردم به مولانا صیدی ملقب گردید و در اول جوانی به وادی شعر گفتن افتاد و ہر چه از و سرمی زد خالی از رتبه نبود۔ یاران اہل شیراز بنا دو عرفی تخلص دادند و سبب برآمدن او از شیراز ازیں رہگذر است که در سن چہارده و پانزده حسن او قبول تمام عیاری بہم رسانیده بود و آبله نکشیده۔ چوں سال عمرش به بست رسید آبله سرشاری برآورد۔ بعد از انقضاء استداد و استخلاص آں مرض تغیرے در چہره او بہم رسیده چنانکه ہر کس که او را دید انزو تنفر می کرد مولوی ازیں مقدمه به غایت آزرده و درہم بود و به خاطر نمی رسانید که ع

چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

از غرور جبلی که داشت بنا برآں از وطن خروج کرده به ہندوستان که خانه نشو و نما نکته سنجان و دار العیار خرد مندان است آمد و به سعادت خدمت افلاطون ثانی حکیم ابوالفتح گیلانی . . . . مستسعد گردید۔ از فیض تربیت آں صاحب عیار دانش از حضیض پستی به مقام اوج بلندی رسید . . . . . . چوں میان حکیم مذکور و نواب سپه سالار خان خاناں اخلاص و اتحاد روز بروز در تزاید و تضاعف بود به عرفی فرمود تا قصیده غزلے در مدح خان سپه سالار منظوم ساخته بداں ملک فرستاد . . . . برائے امور خردمندان روشن ضمیر و ضیا گستران دانشمندان مبرہن است که مولانا عرفی ہیچ عیبے بغیر از بے ادبی نداشته چنانچه حضرت شیخ نامی گرامی شیخ نظامی را به بدیادی نموده و سخنان ایشان را به نظر در نمی آورد و به آں ہمه دانش ایں بیهوده دانشی بجائے آورده آرے غرور و غفلت او را ایں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سینی غافل کردہ بود کہ ع

تنکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف

ونسبت بہ اکابر بہ مانند بد مستان سبک حوصلگی نباید کرد کہ خمار آں در سر بے عاقبتی می آورد تا دید از خود انچہ دید کہ ہنوز سنش بہ چہل نہ رسیدہ بود کہ در لاہور در سن اثنین والف عالم فانی را بے عاقبانہ وداع کرد۔ روزے از روزہا بہ تقریبے از وزارت پناہ عزت و معالی دستگاہ میرزا نظام قزوینی کہ بخشی و دیوان دار العیش کشمیر بود شنیدم کہ گفت: در وقتے کہ خبر بیماری عرفی بہ سمع مبارک جہانگیر، انجم سپاہ، جلال الدین اکبر بادشاہ رسید بمن حکم فرمود تا من ببالین او رفتہ تا آں احوالش اطلاع یابم و حقیقت مردن و زیستن او را بعد از ملاحظہ بعرض رسانم چوں نزدیک او شدم دیدم کہ کار بر و دشوار شدہ و نفسش بشمارہ افتادہ۔ پرسیدم کہ چہ حال داری۔ جواب داد کشش و پیچ، ہرچہ از و پرسیدم ہمیں جواب گفت . . . . بر رائے انور ارباب ہنر پوشیدہ نماند کہ بہنگام تحریر بہ تحقیق پیوست کہ ملک الشعراء خراسان میرزا فصیحی در سنہ ہزار و بست و ہفت شخصے از ہرات بہ لاہور فرستادہ بود کہ استخوان مولوی مغفور را بمشہد مقدس برند۔ دہ روز قبل از آں کہ کس میرزا فصیحی بہ لاہور رسد، میر صابر اصفہانی کہ یکے از یاران این خجستہ فرجام است استخوان عرفی را بہ نجف اشرف روانہ ساختہ بود۔"

۱۶۔ نظم گزیدہ۔ ناظم تبریزی کی یہ تصنیف بھی عرفی کے انتقال کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد لکھی گئی اور اسکے مصنف کو بھی اسکا موقع تھا کہ عرفی کے متعلق ان لوگوں سے حالات معلوم کر لیتا جو عرفی کے ہم عصر تھے اور جنھوں نے اسے دیکھا تھا لیکن ناظم نے بھی (جس نے عرفی کے کلام کا انتخاب بیس صفحوں میں دیا ہے) عرفی کی زندگی کے متعلق صرف چند سطور لکھی ہیں۔ جو بالکل ہی ناکافی ہونے کے باوجود دلچسپ ہیں اس لئے کہ ناظم نے دعوی کیا ہے کہ اس نے خود کلیات عرفی مرتب کیا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ[1] "عرفی شیرازی یکہ تاز میدان بلاغت و شہسوار مضمار فصاحت بودہ . . . . مخفی نماند کہ در حین نزع مسودات اشعار خود بہ یکے از خادمان خود سپردہ از آں نزع (کذا) آں پراگندہ مجلہ نگر در کنج کتاب خانہ مستور بودند۔ یکے دیوان اول

---

[1] نظم گزیدہ، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۵۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشارٌالیہ کہ کمال شہرت داشت تا در سنہ ہزار و سی و سہ خان خانان شخصے را باین امر گزید کہ آن جواہر منظوم را در سلک ترتیب منظم سازد۔ اتفاقاً آن شخص مسودات را ابدا اشتہ بسبب آزردگی کہ از خان خانان داشت فرار نمود۔ فقیر بعد رفتہا او را دیدہ مسودات عرفی را خواہ نخواہ از و گرفتہ ترتیب دادہ جمع نمود تمامی اشعار او پانزدہ ہزار بیت باشد۔ و در لاہور در سنہ نہصد و نود و نہ در سن سی و شش سالگی وفات یافتہ و یکے از مستعدان تاریخ آں قضیہ "استاد البشر" یافتہ در سنہ ہزار و بست و ہفت بہ مقتضائے شوق کہ اظہار در آن بیت مشہور کردہ بود نعش او را از ارضِ بجف اشرف مدفون ساختند و روغنی ہمدانی از جہت ایں سعادت تاریخی نظم کرد کہ مصرعہ تاریخ ہمیں شد کہ ع

"بکاوشِ مژہ از ہند تا بنجف آمد"

مندرجہ بالا تذکرے اور تاریخیں عرفی کی حیات، اس کے کلام اور اسکے کلیات کے متعلق اہم ترین ذرائع ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی زمانۂ بعد میں تصنیف شدہ جن کتابوں میں عرفی کے حالات پائے جاتے ہیں ان کی تعداد بھی خاصی ہے لیکن جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، ان تذکروں میں بیان ہونے والے حالات *Second Hand information* کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں رقم شدہ حالات مندرجہ بالا تصانیف میں سے کسی ایک یا کئی میں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے عرفی کے حالات کے سلسلے میں ان پر اتنا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا جتنا کہ مذکورہ بالا تذکروں یا کتب تواریخ پر کیا جا سکتا ہے پھر بھی ان تذکروں میں کچھ نہ کچھ ایسی باتیں نکل آتی ہیں جن سے عرفی کی زندگی اور فکر پر روشنی پڑتی ہے اور اگر ان باتوں کا عرفی کے ہم عصر تذکرہ نگاروں کے بیانات کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے تو بھی خاصی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ ان تذکروں و تواریخ میں اہم حسب ذیل ہیں جن سے حالات عرفی مرتب کرنے میں مدد لی گئی ہے۔

۱۔ اقبال نامہ جہانگیری ۔ مصنفہ محمد شریف معتمد خاں (متوفی ۱۰۴۹ھ)

۲۔ طبقات شاہجہانی ۔ مصنفہ صادق ہمدانی در ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۶-۳۷ء

۳۔ صبح صادق ۔ مصنفہ مرزا محمد صادق اصفہانی تصنیف از ۱۰۴۱ھ تا ۱۰۴۸ھ مطابق ۱۶۳۱-۳۲ء تا ۱۶۳۸-۳۹ء

۴۔ مرأة الخیال ۔ مصنفہ شیر خاں لودی سنہ اختتام ۱۱۰۲ھ مطابق ۱۶۹۰-۹۱ء

۵۔ کلمات الشعرا ۔ مصنفہ محمد افضل سرخوش سنہ اختتام ۱۰۹۳ھ مطابق ۱۶۸۲ء لیکن اس تذکرہ میں ۱۱۰۵ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطابق ۱۷۹۲ء تک کے حالات درج ہیں ۔

۶- مرآۃ العالم ۔ مصنف بختاور خاں و بقا سہارنپوری تکمیل در ۱۰۷۸ھ مطابق ۱۶۶۷ء

۷- ہمیشہ بہار ۔ مصنف کشن چند اخلاص سنہ اختتام ۱۱۳۶ھ مطابق ۲۴-۱۷۲۳ء

۸- سفینہ خوشگو ۔ مصنف بندرابن خوشگو زمانہ تصنیف از ۱۱۳۷ھ تا ۱۱۴۷ھ مطابق ۱۷۲۴ء تا ۱۷۳۴ء

۹- مرآۃ آفتاب نما ۔ مصنف شاہنواز خاں ۔

۱۰- ید بیضا ۔ مصنف علامہ غلام علی آزاد بلگرامی زمانہ تصنیف ۱۱۴۵ھ مطابق ۱۷۳۲ء ۱۱۴۸ھ مطابق ۳۶-۱۷۳۵ء ۔

۱۱- بہارستان سخن ۔ مصنف شاہنواز خاں نامکمل در ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ء و تکمیل کردہ در ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۷۷۸ء

۱۲- ریاض الشعراء ۔ مصنف علی قلی خاں والہ داغستانی سنہ اختتام ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۴۸ء

۱۳- تذکرہ حسینی دوست ۔ مصنف حسین دوست سنبھلی سنہ اختتام ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۵۰ء

۱۴- صحف ابراہیم ۔ مصنف علی ابراہیم خاں خلیل سنہ اختتام ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ء ۔

۱۵- خلاصۃ الکلام ۔ مصنف علی ابراہیم خاں خلیل سنہ اختتام ۱۱۹۸ھ مطابق ۱۷۸۴ء

۱۶- مجمع النفائس ۔ مصنف سراج الدین علی خاں آرزو اختتام در ۱۱۶۴ھ مطابق ۱۷۵۱ء

۱۷- خزانۂ عامرہ ۔ مصنف غلام علی آزاد بلگرامی اختتام در ۱۱۶۶ھ مطابق ۵۳-۱۷۵۲ء

۱۸- آتشکدہ ۔ مصنف لطف علی بیگ آذر ابتدا ۱۱۷۴ھ مطابق ۶۱-۱۷۶۰ء

۱۹- جامِ جہاں نما ۔ مصنف قدرت اللہ شوق تصنیف از ۹۹-۱۱۹۱ھ مطابق ۸۵-۱۷۷۷ء

۲۰- تکملۃ الشعراء ۔ مصنف قدرت اللہ شوق ابتداء ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۷۷۸ء

۲۱- منتخب اللباب ۔ مصنف محمد ہاشم خافی خاں سنہ تکمیل تقریباً ۱۱۴۳ھ مطابق ۱۷۳۱ء

۲۲- خلاصۃ الافکار ۔ مصنف ابو طالب تبریزی سنہ تکمیل ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۳- مخزن الغرائب۔ مصنفہ احمد علی ہاشمی سندیلوی اختتام در ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ء

۲۴- نشتر عشق۔ مصنفہ حسین قلی خاں عاشقی عظیم آبادی تصنیف در ۱۲۲۴ھ تا ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۰۹ء تا ۱۸۱۸ء۔

۲۵- تذکرہ کاتب۔ مصنفہ مرزا محمد علی کاتب صفوی اختتام در ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء

۲۶- نتائج الافکار۔ مصنفہ قدرت اللہ خاں گوپاموی اختتام ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء

۲۷- مجمع الفصحا۔ مصنفہ رضا قلی خاں ہدایت تکمیل در ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۴۳ء

۲۸- شمع انجمن۔ مصنفہ نواب صدیق حسن خاں تکمیل در ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء

۲۹- بستان بے خزاں۔ مصنفہ فضل علی خاں تکمیل در ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۶۰ء

۳۰- تذکرہ شعرائے ماضیہ۔ مصنفہ حیدر علی خاں سہیل

۳۱- ہفت آسمان۔ مصنفہ آغا احمد علی۔

۳۲- شعر و شاعری عرفی۔ مصنفہ آغا احمد علی۔

۳۳- ریاض الافکار۔ مصنفہ میر وزیر علی عبرتی تکمیل در ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء

۳۴- ریحانۃ الادب۔ مصنفہ محمد علی تبریزی۔

۳۵- گنج سخن۔ مصنفہ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا۔

۳۶- شعر العجم۔ مصنفہ مولانا شبلی نعمانی۔

۳۷- نگارستان سخن۔ مصنفہ مولانا محمد حسین آزاد۔

۳۸- A Literary History of Persia By Dr. E. G. Brown

۳۹- صنادید عجم۔ مصنفہ مولانا مہدی حسین ناصری

۴۰- شعر العجم فی الہند۔ مصنفہ شیخ اکرام الحق

۴۱- شرح قصائد عرفی۔ مصنفہ عوض رائے مسرت (تکمیل ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء)

۴۲- تاریخ ادبیات ایران۔ مصنفہ رضا زادہ شفق۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۳- تاریخ ادبیات ایران۔ مصنفہ سلیم بیگ۔

عرفی کے آباؤ اجداد کے متعلق بہت ہی کم حالات ملتے ہیں۔ اس کے ہم عصر و عہد مابعد کے
سے صرف چند نے اس سلسلہ میں روشنی ڈالی ہے لیکن وہ بھی اس کے دادا کے حالات کے آگے
تقی اوحدی جیسے ایران میں عرفی کے ساتھ اتنا تقرب حاصل تھا کہ لوگ انکی دوستی پر رشک کرتے تھے
عرفی کے دادا کا نام جمال الدین سیدی شیرازی مشہور بہ خواجہ چادر باف تھا۔ اسی عہد کے دوسرے
مثلاً تقی کاشی، امین رازی، عبدالباقی نہاوندی اور عبدالنبی وغیرہ اس سلسلہ میں خاموش ہیں
اس بات کی گواہی ضرور دیتے ہیں کہ عرفی ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ مآثر رحیمی
ہیں کہ "از غایت علو حسب و سمو نسب و اشتہار از مدحت مادحان و وصف واصفان مستغنی ست"[۱]
کلیات عرفی میں اس کی صراحت یوں کرتے ہیں کہ "سلسلۂ ایشاں را در ولایت فارس قدرے
عہد مابعد کے مصنفین میں صرف عبدالرحمن خاں (مخاطب بہ شاہنواز خاں)، سراج الدین علی
علی ابراہیم خلیل، محمد علی تبریزی اور علی قلی خاں عاشقی نے عرفی کے اجداد کا ذکر کیا ہے۔ ان میں
چاروں مصنفین غالباً تقی اوحدی کے بیان کے پیش نظر عرفی کے دادا کا نام جمال الدین سیدی
خواجہ چادر باف بتلاتے ہیں لیکن علی قلی خاں عاشقی نے نشتر عشق میں عرفی کے دادا کا نام کمال الدین
چادر باف لکھا ہے اور اس کے بزرگوں کو اکابرین شیراز میں شمار کیا ہے (آباً و جداً از روساء و ا
شیراز بود) تقی اوحدی کے بیان اور شاہنواز خاں، سراج الدین علی آرزو، علی ابراہیم خلیل وغیرہ
کے بعد عاشقی کے قول کا وزن بہت کم رہ جاتا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ عرفی کے
جمال الدین سیدی ہی تھا[۲] (اگرچہ خود عرفی بھی جمال الدین ہی کے لقب سے مشہور تھا) اور وہ

---

[۱] مآثر رحیمی، مطبوعہ کلکتہ، جلد سوم، صفحہ ۲۹۲

[۲] اس سلسلہ میں میخانہ (مرتبہ احمد گلچین معانی، مطبوعہ طہران در ۱۳۴۰ شمسی) کے صفحہ ۱۹۵ کی حسب ذیل عبارت
"تقی اوحدی در ترجمہ میر محمود طرحی شیرازی متوفی در ۹۹۶ھ می نویسد ۔۔۔۔۔ در ہجو مولانا عرفی گفتہ، چون نام عرفی
عرفی سیدی بودہ پدرش را زین الدین بلوی گفتند و پدر زین الدین بار جمال الدین سیدی نام داشتہ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیشہ کی وجہ سے خواجہ چادر باف کے لقب سے مشہور تھے، جہاں تک خود عرفی کے بیان کا تعلق ہے اپنے اجداد میں کسی کا بھی کہیں نام نہیں لیا ہے اگرچہ اس نے اپنی نجابت کے متعلق کئی قصیدوں میں اشارہ کیا ہے مثلاً اپنے مشہور قصیدہ نعتیہ میں کہتا ہے کہ ؎

از غبتِ دنیا الم آشوب نہ گردم   زیں بادِ پریشاں نکنم زلفِ الم را
فقرم بہ سیاست کشد از مسندِ ہمت   در چشم وجود ار نہ دہم جائے عدم را
بے برگی من داغ نہد بر دلِ ساماں   بے جہری من زرد کند روئے درم را
ایں جوہر ذات از شرفِ نسبتِ آباست   سود است بہ ایں دُر اگرچہ سیم را
ہر چند کہ در کشمکش جاہ و مناسب   گمنام نمودند ہمہ دودہ دہم را
از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ   آثار... پدید است صنادید عجم را
تا گوہرِ آدم نسبم باز نہ استد   ز آبائے خود ار بشمرم اصحابِ کرم را

یا حکیم ابوالفتح کی مدح میں اپنے ایک قصیدہ میں کہتا ہے کہ ؎

بگویم از گہر خویش گرچہ بے ادبی ست   کہ در حضور ہُما سر کنم ستائشِ خاد
ز دودماں اصیلم ہمیں گواہم بس   کہ شرم ایں سخنم خوئے زچہرہ بیروں داد
مرا رسد کہ بنازم بہ نسبت آبا   چنانکہ تا بہ قیامت بہ طبع من اولاد

اور حکیم مذکور ہی کی مدح میں ایک دوسرے قصیدہ میں فخریہ کہتا ہے کہ ؎

بہر اصل و نسبِ خویش نویسد بیروں   ہر چہ خواہد ز نسب نامۂ اربابِ دول
دارد از عزتِ اصلی گہر و ذلتِ شعر   پائے در تحتِ ثریٰ دست در آغوش زحل
عزتِ او نہ شہید یست کہ حشرش باشد   ورنہ بگریستمی از ستمِ مدح و غزل
اگر او نامزدِ ننگ شد از لذت شعر   شعر از عزت او نیک برآید ز ذلل

عرفی کی اسی عالی خاندانی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے نام کے ایک جز "سیدی" کی وجہ سے بعض تذکرہ نگاروں مثلاً لطف علی بیگ آذر، محمد قدرت اللہ گوپاموی، بندرا بن خوشگو وغیرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو اشتباہ ہوگیا ہے کہ عرفی سید تھا اگرچہ حقیقت یہ نہیں ہے اور میخانہ میں اس کی صراحت کہ عرفی سید نہ تھا[۱]۔ نواب سید صدیق حسن خاں نے اپنے تذکرہ شمع انجمن میں عرفی کا نام شیخ ... ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں عرفی شیخ تھا اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی خواجہ کا لقب اگرچہ اعزازی ہے لیکن وہ کچھ خاص شیوخ خاندان میں خصوصاً آجنگ استع... اور عہد عرفی سے قبل بھی استعمال ہوتا تھا۔

عرفی کے والد کے متعلق کچھ زیادہ تفصیلات ملتی ہیں۔ معاصرین عرفی میں صرف تقی... عبدالباقی نہاوندی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ تقی اوحدی ان کا نام زین الدین علی بلوی بن جما... مشہور بہ خواجہ چادر باف بتاتے ہیں اور عبدالباقی نے دیباچہ کلیات عرفی میں ان کا نام خواجہ ... بلوی تحریر کیا ہے اور انھیں تذکرہ نگاروں کے ایک دوسرے معاصر عبدالنبی نے ان کا نا... بلوی لکھا ہے۔ عہد مابعد کے تذکرہ نگاروں میں سے بھی زیادہ تر عرفی کے والد کے نام کے ... ہیں اور صرف چند ہی مورخین نے اس سلسلہ میں کچھ تحریر کیا ہے۔ سراج الدین علیخاں آرزو ... میں اور علی ابراہیم خلیل نے خلاصۃ الکلام اور صحف ابراہیم میں تقی اوحدی اور عبدالباقی سے اتف... عرفی کے والد کا نام زین الدین علی بلوی لکھا ہے لیکن قدرت اللہ شوق تکملۃ الشعراء میں ان کا ... بتانے کے ساتھ ساتھ مشہور بہ چادر باف بھی لکھتے ہیں۔ حسین قلی خاں عاشقی نے بھی ان کا نام زین... ہے۔ مرزا محمد حارث بدخشی بھی اپنی تصنیف تاریخ محمدی میں عرفی کے والد کا نام زین الدین علی...

---

[۱] ملاحظہ ہو میخانہ (مطبوعہ طہران، ۱۳۴۰ شمسی) کے صفحہ ۱۵۶ کی حسب ذیل عبارت: "سید محمد در سفینہ خوشگو ... و سیدی محمد صواب است زیرا کہ عرفی سید نبود و بعضے از متاخرین و معاصرین از کلمہ سیدی بہ اشتباہ افتادہ سیدش ... آقا سید محمد علی داعی الاسلام، سابق پروفیسر نظام کالج، حیدرآباد نے اپنی تصنیف شعر و شاعری عرفی کے ... الفاظ میں ظاہر کیا ہے: ... "لفظ سیدی جزو اسم است و بہ معنی سید علوی نیست۔ عرفی سید نبود و ... بہ ملا عرفی بود .... و اگر او سید بودے پدرش سید زین الدین می شد نہ خواجہ زین الدین۔ جمیع ... فارسی از لفظ سیدی مذکور او را سید علوی نوشتند کہ غلط است ...."

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سید حسین خان سہیل دہلوی تذکرہ شعرائے ماضیہ میں عرفی کو پسر خواجہ بلو کہتے ہیں اور عوض رائے عشرت نے اس نام کی شکل بگاڑ کر خواجہ ملوط کر دی ہے۔ متذکرہ بالا تذکرہ نگاروں کے بیان سے یہ حقیقت ہے کہ عرفی کے والد کا نام خواجہ زین الدین علی بلوی تھا اگرچہ اس نام کے آخری جز (علی بلوی) کی شکل کچھ تذکرہ نگاروں نے بگاڑ دی ہے۔ ان تمام تذکرہ نگاروں کے برخلاف عہد جدید کے دو نہایت ہی اہم محققین نے عرفی کے والد کا نام کچھ اور ہی بتایا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر براؤن نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف Literary History of Persia میں ان کا نام بدرالدین لکھا ہے اور یہی غلطی ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا نے اپنے تذکرہ گنج سخن میں اور ڈاکٹر رضا زادہ شفق نے اپنی تاریخ ادبیات ایران میں دہرائی ہے۔ عہد جدید کے تیسرے مؤرخ مولانا شبلی اس نام کو زین الدین علی بلوی کے بجائے زین الدین علوی تحریر کرتے ہیں جو یقیناً غلط ہے۔ خواجہ زین الدین علی بلوی بقول عبدالباقی نہاوندی وزیر دارو غہ شیراز تھے[1] اور عبدالباقی کے اس قول کی تصدیق عبدالنبی فخر الزمانی نے بھی کی ہے جو میخانہ میں لکھتا ہے کہ "والدش خواجہ بلوی در شہر مذکور در دفتر خانہ ہائے شاہی بہ شغلے از اشغال حکام آنجا اشتغال داشت"[2]

عرفی کے وطن کے متعلق نہ صرف یہ کہ تمام تذکرہ نگار متفق ہیں کہ وہ شیراز کا رہنے والا تھا بلکہ عرفی نے خود متعدد موقعوں پر اپنے شیرازی ہونے پر فخر بھی کیا ہے مثلاً ؎

نازش سعدی بہ مشت خاک شیراز ار چہ بود　　گر ہمی دانست باشد مولد و ملجائے من

اعتبار صدف از نسبت دُر است ولے　　انوری گر بود از جہنہ منم از شیراز

حکیم در سخن اینک حدیثم فاش مے گوید　　کہ افلاطون بود عرفی و شیراز ست یونانش

شیراز کہ دریائے معنی گہر است　　یکتا گہرش عرفی صاحب نظر است

زبسکہ لعل فشاندم بہ نزد اہل قیاس　　یکسست نسبت شیرازی و بدخشانی

اس سلسلہ میں سید حیدر حسین خاں سہیل دہلوی نے تذکرہ شعرائے ماضیہ میں کچھ تھوڑا اور اضافہ

---

[1] مآثر رحیمی (مطبوعہ کلکتہ) ص۲۹۵ [2] میخانہ (لاہور ایڈیشن) ص۲۶۱ و میخانہ (طہران ایڈیشن) ص۲۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا ہے اور ان کے بقول وہ شیراز کے ایک محلہ کوچہ سمنتویہ کا رہنے والا تھا۔[1] افسوس ہے کہ سہیلی نے اپنے اس بیان کے ثبوت میں کسی قدیم تر تذکرہ کا حوالہ نہیں دیا ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سہیلی کی اطلاع کا ذریعہ کیا تھا اور وہ کس حد تک قابلِ یقین تھا۔

عرفی کے سنہ پیدائش کے متعلق بھی کسی تذکرہ میں کچھ ذکر نہیں ہے حتیٰ کہ عبدالباقی نہاوندی، امین کاشی اور تقی اوحدی تک اس معاملہ میں خاموش ہیں۔ یہ بات البتہ طے شدہ ہے کہ عرفی کا انتقال ۱۰ / ماہ شوال ۹۹۹ھ میں ہوا۔[2] اور اس وقت اس کی عمر عبدالنبی کے بقول چالیس سال سے کچھ کم تھی۔[3] اس لحاظ سے عرفی کی پیدائش ۹۶۰ھ یا ۹۶۱ھ میں معلوم ہوتی ہے۔ تقی اوحدی کے بیان کی رو سے بھی یہی سنہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

عرفی کے نام کے متعلق بھی تذکرہ نگاروں میں اختلاف ہے۔ علاء الدولہ کاشی اور تقی کاشی جنہوں نے عرفی کے حالات خود اس کی زندگی ہی میں لکھے اس کے نام کے متعلق خاموش ہیں۔ ابوالفضل بدایونی اور نظام الدین جنہیں ہندوستان میں عرفی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا وہ بھی اس کے نام پر روشنی نہیں ڈالتے۔ امین احمد رازی جس نے ہفت اقلیم عرفی کے انتقال کے صرف تین سال بعد لکھی اور ناظم تبریزی جو کلیات عرفی کے مرتب ہونے کا مدعی ہے وہ بھی اس کے نام کے سلسلے میں خاموش ہیں حتیٰ کہ خود عرفی نے اپنی نظم و نثر میں کہیں ایک مرتبہ بھی اپنا اصلی نام نہیں لیا ہے۔ اس کے ہم عصر تذکرہ نگاروں میں صرف تقی اوحدی، عبدالنبی فخر الزمانی اور عبدالباقی نہاوندی نے اسکے نام کا ذکر کیا ہے لیکن ان تینوں کے بیانات میں آپس میں اختلافات ہیں۔ تقی اوحدی اس کا نام جمال الدین سیدی لکھتا ہے عبدالباقی

---

[1] تذکرہ شعراء ماضیہ، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ، ذکر مولانا عرفی۔

[2] مآثر رحیمی تا صفحہ ۲۹۸ اکبر نامہ میں عرفی کے انتقال کی تاریخ ۱۰ / امرداد (مطابق ۹ / جولائی ۱۵۹۱ء) بتائی گئی ہے۔
(دیکھئے اکبر نامہ ۳، کلکتہ ایڈیشن، صفحہ ۵۹۹)

[3] نظم گزیدہ اور کچھ دوسرے مستند تذکروں میں عرفی کی عمر انتقال کے وقت چھتیس سال درج ہے لیکن عبدالنبی کے بقول انتقال کے وقت عرفی کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ تقی اوحدی کے بیان سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انتقال کے وقت عرفی کی عمر اڑتیس سال یا اس سے کچھ زائد ہوگی۔ انتقال کے وقت عرفی کی عمر کے متعلق آئندہ صفحات میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے معاصر رحیمی اور دیباچہ کلیات عرفی دونوں میں اس کا نام خواجہ سیدی محمد لکھا ہے عبدالنبی فخرزمانی عرفی کا اصل نام محمد حسین بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ صغر سن میں اسے مولانا صیدی کہا جاتا تھا۔ جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حالات عرفی کے سلسلے میں ان تینوں مصنفین کے بیانات کو بہت اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ ان تینوں کے حالات عرفی معلوم کرانے کے ذرائع بہت مستند تھے تقی اوحدی خود عرفی کے ساتھ زندگی بسر کر چکا تھا عبدالباقی کو حالات عرفی خان خاناں سے معلوم کرنے کا موقع تھا اور عبدالنبی نے حالات خود عرفی کے خالو سے معلوم کئے تھے ان حالات میں یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ کس کا بیان زیادہ صحیح ہے۔ بعد کے تذکرہ نگاروں میں بلقا سہارنپوری (مصنف مرآۃ العالم) افضل سرخوش (مصنف کلمات الشعرا) شیر علی خاں لودی (مصنف مرآۃ الخیال) صادق ہمدانی (مصنف طبقات شاہجہانی) میر غلام علی آزاد بلگرامی (مصنف ید بیضا و خزانہ عامرہ) حسین دوست (مصنف تذکرہ حسین دوست۔ آقا احمد علی (مصنف ہفت آسمان) مرزا محمد شریف معتمد علی (مصنف اقبال نامہ جہانگیری) حیدر حسین خاں سہیل (مصنف تذکرہ شعرا ماضیہ) فضل علی خاں (مصنف بستان بے خزاں) مرزا محمد صادق (مصنف صبح صادق) وغیرہ عرفی کے نام کے متعلق بالکل خاموش ہیں جن دوسرے تذکرہ نگاروں نے اس ضمن میں قلم اٹھایا ہے انھوں نے تقی اوحدی یا عبدالباقی نہاوندی کے پیش کردہ ناموں کو یا تو بعینہ اختیار کیا ہے یا ان میں کچھ تصرف کیا ہے چنانچہ لطف علی بیگ آذر (مصنف آتشکدہ) قدرت اللہ حسان گوپاموی (مصنف نتائج الافکار) رضا قلی خاں ہدایت (مصنف مجمع الفصحا) بندرابن خوشگو (مصنف سفینہ خوشگو) میر وزیر علی عبرتی (صاحب ریاض الافکار) یوسف شیرازی (مؤلف فہرست کتاب خانہ مجلس شورٰی ملی) نے اس کا نام سید محمد لکھا ہے جب کہ علی قلی خاں والہ (صاحب ریاض الشعرا) احمد علی ہاشمی (مصنف مخزن الغرائب) حسین قلی خاں عاشقی عظیم آبادی (صاحب نشتر عشق) قدرت اللہ شوق (مصنف تکملۃ الشعرا) ابو الفتح سید محمد صفوی (مصنف تذکرہ کاتب) عبدالرحمٰن شاہنواز خان (مصنف مرآۃ آفتاب نما) ابو طالب تبریزی اصفہانی (صاحب خلاصۃ الافکار) علی ابراہیم خلیل (مصنف صحف ابراہیم و خلاصۃ الکلام) اور ذبیح اللہ صفا (مصنف گنج سخن) نے اس کا نام جمال الدین لکھا ہے ان تذکرہ نگاروں کے علاوہ خان آرزو اس کا نام جمال الدین سیدی لکھتے ہیں۔ نواب صدیق حسن شمع انجمن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اسے شیخ جمال الدین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کشن چند اخلاص تذکرہ ہمیشہ بہار میں اسے خواجہ سیدی کہتے ہیں۔ عوض رائے مسرت اپنی شرح قصائد عرفی میں اس کا نام خواجہ سید بتاتے ہیں۔ محمد علی تبریزی اپنی تصنیف ریحانۃ الادب میں اسے صرف مولانا محمد کے نام سے یاد کرتے ہیں ڈاکٹر براؤن نے اس کا نام جمال الدین محمد بتایا ہے۔ رضا زادہ شفق بھی اسے جمال الدین محمد کے نام سے موسوم کرتے ہیں جبکہ مولانا محمد حسین آزاد نگارستان فارس میں اس کا نام محمد جمال الدین بتاتے ہیں اور غلام حسین جواہری نے اپنے مرتب کردہ کلیات عرفی میں اس کا نام سید جمال الدین لکھا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا شبلی نے اس کے نام کے خاص اجزا (محمد اور جمال الدین) کو یکجا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسکا نام محمد اور لقب جمال الدین تھا۔[1] محمد علی داعی الاسلام بھی اس معاملہ میں شبلی کے ہمنوا ہیں اور اپنی تالیف شعر و شاعری عرفی میں انھوں نے عرفی کا اصل نام خواجہ سیدی محمد اور اسکا لقب جمال الدین بتایا ہے اور اسکی وضاحت یوں کی ہے کہ اس زمانہ میں ایران میں لقب اختیار کرنے کا عام رواج تھا چنانچہ عرفی کا لقب جمال الدین پڑ گیا۔ داعی الاسلام کی اصل عبارت حسب ذیل ہے[2]:- "اسمش خواجہ سیدی محمد و لقبش جمال الدین است۔ آں وقت در ایران رسم بودہ کہ علاوہ بر اسم لقب ہم برائے مولود معین می کردند و بعد ترک شد۔ ۔ ۔ " داعی الاسلام کے اس بیان کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ عبد الباقی نہاوندی اور تقی اوحدی اور کچھ حد تک عبد النبی فخر الزمانی بھی اپنے بیانات میں کسی غلطی کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں اور عبد الباقی نے صحیح لکھا ہے کہ عرفی کا نام خواجہ سیدی محمد تھا لیکن تقی اوحدی نے اسے اسکے مشہور لقب جمال الدین سے یاد کیا ہے۔ شاعر اپنے اصل نام خواجہ سیدی محمد کے بجائے اپنے معروف لقب جمال الدین سے مشہور ہوا اور کیونکہ اسکا اصلی نام (خواجہ سیدی محمد) کا جز "سیدی" بھی تھا اس لئے لوگوں نے جمال الدین کے ساتھ "سیدی" بھی لکھنا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ زمانہ مابعد میں کچھ تذکرہ نگاروں نے سیدی کو سید میں تبدیل کر دیا حالانکہ، جیسا پہلے کہا جا چکا ہے عرفی سید نہ تھا۔ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ جاتی ہے کہ عرفی کا اصل نام خواجہ سیدی محمد تھا (یا شاید خواجہ سیدی محمد حسین) تھا اور وہ اپنے لقب جمال الدین سے زیادہ مشہور ہوا۔" (باقی)

---

[1] شعر العجم حصہ سوم (طبع چہارم) صفحہ   [2] شعر و شاعری عرفی (مطبوعہ حیدر آباد) صفحہ ۳

© rasailojaraid.com